ھماری حق تلفی اور انتظامیہ میں بدعنوانیوں کے خاتمہ کیلئے کافی ھیں دو ایکٹ اور ایک جی آر

شیخ نثار احمد، دھولیہ۔

موبائل نمبر9372822580

شہید بھگت سنگھ نے پھانسی پر چڑھنے سے کچھ دن پہلے اپنی ماں سے آخری ملاقات میں کہا تھا ''اس ملک میں مجھے دوبارہ جنم لینا ہوگا۔ کیوں کہ جو لوگ انگریزوں کی کرسیوں پر براجمان ہونگے، وہ انگریزوں سے زیادہ ملک کا استحصال کرینگے'' اس ملک کو جتنا دھوکہ اور خطرہ آتنک وادی اور ملک کے غداروں سے نہیں ہے اتنا خود ہمارے ہی ملک کے انتظامیہ میں شامل چند بددیانت اور لاپرواہ بیوروکریٹس سے ہے۔ اُن پر عام طور سے قوانین وضوابط کا تو ڈر وخوف مطلق نہیں رہا ہے۔ انتظامیہ میں خرابی اور بدعنوانی کے لئے عام طور سے برسرِ اقتدار سیاسی رہنماؤں کو ہی موردالزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ لیکن یہ بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ ملک کے انتظامیہ میں کینسر کی طرح پھیلی ہوئی بدعنوانیاں، اگر ان لیڈران سے سرزد ہو بھی رہی ہے تو وہ بیوروکریٹس کے بل بوتے پر ہی۔ افسوس کا مقام ہے کہ لاکھوں امیدواروں سے مقابلہ کرنے کے بعد مقابلہ جاتی امتحان میں کامیابی حاصل کر کے جو افسران ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں وہی چند بدعنوانیوں سے لڑکر کیوں کر کے اپنے پیشے کی لاج نہیں رکھ پاتے؟ اکثر و بیشتر افسران کا تبادلہ من مانی طریقہ سے کبھی سائڈ برانچ میں یا ایسی جگہ کر دیا جاتا تھا جہاں ان کے پاس رسمی اختیارات ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب سے ملازمین کا تبادلہ اور ملازمین کے فرائض منصبی کے تعلق سے ہونے والی تاخیر کے انسداد و تدارک ایکٹ ۲۰۰۵ء نافذ کیا گیا تب سے کسی بھی افسر کا تبادلہ تین سال کے اندر کرنا آسان نہیں رہا ہے۔ پھر کیوں یہ لوگ ایمانداری اور بے باکی سے اپنی ڈیوٹی نہیں نبھاتے؟

بیوروکریٹس کے ذریعہ مہاراشٹر میں قوانین وضوابط کی پامالی کے تعلق سے چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔ شہر دھولیہ کے ایک ایس ڈی او، انگنت مسلم او بی سی امیدواروں کو حکومت کے تمام تر احکامات کی پامالی کر کے کاسٹ سرٹیفکیٹ سے محروم رکھتا تھا۔ جس کی شکایت مستند اور ٹھوس دستاویز کی بنیاد پر حکومت مہاراشٹر کے منسلک محکمہ جات کے سامنے جولائی ۲۰۰۷ء میں درج کی گئی۔ منسلک محکمہ جات نے دھولیہ ضلع کلکٹر کو تحقیق کا حکم دیا۔ تعجب اور افسوس ہیکہ گلّی سے لیکر دلّی تک شکایت کے تعلق سے افسران کا جو گھسا پٹا اور بعید از عقل طریقہ کار کا رجحان موجود ہے، جسے پوسٹ مین ٹائپ کام کہتے ہیں۔ اسی رجحان کے تحت ضلع کلکٹر نے اپنی سطح پر حکومت کے حکم نامہ پر تحقیق نہ کرتے ہوئے جن کے خلاف شکایت ہے انہیں کو شکایت کے ازالہ کے تعلق سے ایک دو نہیں بلکہ پانچ مرتبہ یاددہانی کرائی لیکن تادم تحریر حکومت کے احکامات کے تعلق سے دھولیہ ایس ڈی او، آفس ٹس سے مس نہیں ہوا۔ ایک دوسرے معاملہ میں ضلع کلکٹر ایک سنگین جرم کے تعلق سے ۳۰/اپریل ۲۰۰۴ء کو اپنے ہی محکمہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ منسلک افراد پر فوجداری گناہ داخل کریں۔ لیکن ۱۵/ستمبر ۲۰۰۶ء تک متذکرہ حکم نامہ پر عمل نہیں کیا گیا۔ حکومت مہاراشٹر کے تمام تر محکمہ جات میں محکمہ تعلیم جتنا بڑا محکمہ ہے اتنے ہی بڑے پیمانے پر تقریباً نیچے سے اوپر تک بدعنوانیاں ہی بدعنوانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک سیکنڈری ایجوکیشن افسر، حکومت کے انگنت احکامات اور قوانین وضوابط کو بالائے طاق رکھ کر لاکھوں روپیہ کا چونا سرکاری خزانے کو دو سال تک لگاتا رہا ہے۔ اس تعلق سے شکایت کی جانے پر پہلی تحقیقاتی رپورٹ ڈپٹی ڈائریکٹر نے ۱۰/اگست ۲۰۰۶ء کے تحت ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کو پیش کی اور ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے اس تحقیقاتی رپورٹ پر مبنی منسلک افسر کے خلاف چارج شیٹ تیار کر کے حکومت مہاراشٹر کو اگست ۲۰۰۶ء میں ہی پیش کر دیا۔ لیکن تادم تحریر قصوروار افسر کے خلاف حکومت کوئی بھی کاروائی نہ کر سکی۔

محکمہ تعلیم سے تعلیمی اعتبار سے پسماندہ اقلیت پر خرچ ہونے والی مرکزی حکومت سے ۲۰۰۱ء کو حاصل شدہ چار کروڑ روپئے کی معمولی رقم ۲۰۰۸ء تک مکمل طور سے خرچ نہیں کی جاسکی۔ جو رقم خرچ کی گئی اس میں افراتفری کا معاملہ نظر آتا ہے۔ جس کی شکایت مرکزی حکومت کے منفرد محکمہ جات کو کرنے کے بعد بھی نتیجہ لاحاصل۔ لوک آیوکت کا تقرر گورنر کرتا ہے۔ گورنر کی جانب سے نافذ شدہ آرڈیننس کو آئین ہند کے تحت بطور قانون درجہ حاصل ہے۔ اسکے باوجود بھی گورنر کے ایک آرڈیننس پر لوک آیوکت محکمہ کھلے عام اس پر عمل نہیں کرتا ہے جس کی شکایت حکومت اور گورنر صاحب سے کرنے کے بعد بھی نتیجہ لاحاصل۔ یہ تمام تر انکشافات مندرجہ ذیل دو قوانین اور ایک جی آر کے استعمال سے سامنے آئے ہیں۔ مندرجہ بالا چند جھلکیاں جو مثال کے طور سے پیش کی گئی ہیں وہ صرف ایک نمونہ ہے۔ اگر انتظامیہ کی بدعنوانیوں کی فہرست تفصیل سے پیش کی جائے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے اور شہید بھگت سنگھ جی کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

قوم و ملک کو تمام تر بدعنوانیوں سے اگر بچانا ہے تو عام لوگوں کو بیدار ہو کر اپنے آپ کو ایک اچھا شہری ثابت کرنا ہوگا۔ بیشک ملک کے ایسے لٹیروں کی تعداد ہزاروں تک ہی محدود ہے۔ جبکہ ہماری تعداد تو ایک عرب سے بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن پھر کیوں انکے حوصلے دن بہ دن بڑھتے جا رہے ہیں اور عوام میں صرف اور صرف چرچہ ہیکہ ملک میں بدعنوانیاں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ وجہ یہ ہیکہ آئینِ ہند کے بنیادی اور دیگر حقوق تو ہم حاصل کرنے کے خواہ ہیں لیکن آئین ہند میں آرٹیکل (الف) ۵۱ کے تحت چند بنیادی فرائض کی ادائیگی کا بھی ذکر ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمارے فرض کو بھی ہم بحسن خوبی نبھا سکے تو پھر دیکھئے، دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی انتظامیہ سے بدعنوانیوں کا خاتمہ کیوں کر نہیں ہوتا ہے۔ آیئے متذکرہ دو قوانین اور ایک جی آر کی تفصیل میں جاتے ہیں۔ اس قانون اور جی آر کا استعمال کر کے ہی مندرجہ بالا چند بدعنوانیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ ایک آدمی اگر اتنی بدعنوانیوں کو ڈھونڈ نکالتا ہے تو اس ملک کے ہزاروں شہروں میں ایک ایک آدمی بھی اپنے آپ کو اس کام میں جنون کی حد تک جھونک دے تو برائی کا سر کچلنے میں وقت نہیں لگے گا۔ لہٰذا اس قانون کا جائز طریقے سے استعمال کر کے ہم چند دنوں میں ہی بدعنوانیوں کا خاتمہ اور بدعنوان افسران کو راہِ راست پر لا سکتے ہیں۔ مرکزی حکومت کی جانب سے ۱۹۹۰ء سے انگنت احکامات کے ذریعہ مرکزی حکومت نے ریاستی حکومت کو اپنے ایک فیصلہ سے روشناس کرایا تھا کہ سی اور ڈی گروپ کے ملازمین کا تقرر کرنے والی سلیکشن کمیٹی میں ایک مسلم ممبر کا ہونا لازمی ہے۔ حکومت مہاراشٹر نے بھی ۲۰۰۴ء کے حکم نامہ سے تمام منسلک دفاتر میں اس تعلق سے حکم جاری کیا۔ لیکن خاطر خواہ ردِ عمل کہیں نظر نہیں آیا۔ قانون حق معلومات کے بل بوتے پر معلومات مانگنے پر حکومت نے اس تعلق سے، پہلے ایک حکم نامہ جاری کیا اور بعد میں اس حکم نامہ کی زیراکس کاپی معلومات طلب کرنے والے کو روانہ کر دی۔ اسی قانون کے تحت مہاراشٹر کے تمام تر اضلاع کے ایجوکیشن افسران سے اُردو مدارس کے اساتذہ کے Individual Approval کے تعلق سے معلومت مانگنے پر حکومت کے ایک حکم نامہ سے پتہ چلا

کہ سال میں تین مرتبہ منظوری کے تعلق سے کیمپ لینا اور اس کیمپ میں ہی منظوری دینا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ اس تعلق سے معلومات طلب کئے جانے پر مہاراشٹر کے بہت سارے اضلاع میں اردو مدارس کے اساتذہ کی پوسٹ کو منظوری بھی دے دی گئی۔ مہاراشٹر کے تمام ایمپلائمینٹ افسران سے معلومات طلب کی گئی کہ مولانا آزاد مالیاتی کارپوریشن کی کن کن اسکیم کے کتنے پرپوزل ضلع سے ہیڈ آفس منظوری کے لئے روانہ کئے گئے اور کتنے پرپوزل منظور یا نا منظور کئے گئے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہیکہ اس طرح کی معلومات طلب کئے جانے پر منسلک افسران کو باضابطہ طریقے سے ریکارڈ تیار کرنا پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ فائلوں میں بند کام نکل پڑے۔ اسی طرح پولس کانسٹیبل بھرتی، ایم پی ایس سی پری ٹریننگ سینٹر اور کام میں تاخیر قانون کے تحت کونسے کام کتنی مدّت میں کئے جانا ہے اس کی سند طلب کی گئی۔ حقیقت کو جان لے کہ اس ملک کے شہری ہی اس ملک کے حقیقی مالک ہیں اور بیوروکریٹس محض سرکاری خدمت گار ہیں۔ خدمت گاروں سے خدمت لینے کا سلیقہ مالک یعنی شہریوں کو آنا شرط ہے۔ قانون حق معلومات کی تمہید کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہیکہ یہ قانون ملک کے انتظامیہ میں شفافیت لانے کے لئے اور ساتھ ہی رشوت خوری سے اس ملک کو بچانے کے لئے نافذ کیا گیا ہے تا کہ اس ملک کی جمہوریت کی عظمت قائم و دائم رہ سکے۔ اس سے اسکی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔

اب چلتے ہیں ریاست مہاراشٹر میں رائج ملازمین کا تبادلہ اور ملازمین کے فرائض منصبی کے تعلق سے ہونے والی تاخیر کے انسداد و تدارک ایکٹ ۲۰۰۵ء پر ایک غائرانہ نظر ڈالتے ہیں اس قانون کے تعلق سے کچھ حکومت کی لاپرواہی اور ہماری غفلت کی پاداش میں اس قانون کے نفاذ کے بعد بھی انتظامیہ میں کوئی خاص بدل واقع نہیں ہوا ہے۔ ریاستی حکومت کو متذکرہ قانون کے سیکشن ۱۴ کے تحت ضابطہ تیار کرنے کا اختیار ہے لیکن تادمِ تحریر حکومت کی طرف سے معلومات ملی ہیکہ ضابطہ تیار کرنے کے تعلق سے کاروائی ہنوز جاری ہے۔ جب کہ کسی بھی قانون کا مکمل طور سے اطلاق اسی وقت ہوسکتا ہے جب نافذ شدہ قانون کے تحت ضابطہ بھی تیار کیا جائے۔ اتنا ہی نہیں اس قانون کے سیکشن ۸ کے تحت اس قانون کے نفاذ کے ۶ مہینے کے اندر شہری سند تیار کرنے کا حکم ہے۔ لیکن تادمِ تحریر ضلع دھولیہ کے کلکٹر آفس کا کہنا ہیکہ شہری سند تیار کرنے کا کام شروع ہے۔ اس قانون میں درج ملازمین تبادلہ کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے قانون میں درج دوسرے حصہ یعنی ملازمین سے فرائضِ منصبی کے تعلق سے ہونے والی تاخیر کے انسداد و تدارک کو سمجھ لیا جائے۔

کسی بھی آفس میں دو قسم کے کام ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا براہِ راست تعلق منسلک دفتر سے عوام کو فراہم کی جانے والی خدمات اور سہولیات سے ہوتا ہے۔ اس تعلق سے اس قانون کی دفعہ ۲ کے تحت سند تیار کرنا مہاراشٹر کے ہر محکمہ پر لازمی ہے۔ سند کا مطلب ہوتا ہے کسی کام کے تعلق سے کتنے عرصہ میں منسلک محکمہ کسی عریضہ یا شکایت کا ازالہ کرے۔ اور وقت پر فیصلہ نہ ملنے پر منسلک ملازم کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے۔ عام طور سے سند کا تعلق ہمارے اپنے شہروں میں میونسپل کونسل، میونسپل کارپوریشن، گرام پالیکا، تحصیل آفس، ضلع کلکٹر آفس، الیکٹری سٹی آفس اور ایمپلائمینٹ آفس وغیرہ وغیرہ سے ہیں۔ جیسے شہر دھولیہ کے کارپوریشن نے سند تیار کی ہیکہ پینے کا پانی کی شکایت کے تعلق سے ۲۴ر گھنٹے میں فلاں افسر سے رابطہ قائم کر کے شکایت کا ازالہ کیا جائے اور تب بھی اگر شکایت کا ازالہ نہ ہو تو فلاں فلاں افسر سے فلاں فلاں نمبر پر شکایت کی جائے۔ القصہ مختصر یہ کہ جو سہولیات یا خدمات منسلک محکمہ نے ہمیں دینا چاہیئے وہ اگر ہمیں وقت پر نہ مل پا رہی ہو تو ہمیں شہر کے کسی نگر سیوک یا سیاسی لیڈر کا وقت نہ برباد کرتے ہوئے سند میں درج معینہ مدّت میں کام نہ ہونے پر خود قلم کے ذریعے اپنا لوہا منوانا چاہیئے کیونکہ اس قانون کے سیکشن ۱۰ کے تحت قصوروار ملازمین کے خلاف تادیبی کاروائی اور ساتھ ہی اس کے خفیہ سروس ریکارڈ میں اس تعلق سے ریمارک لگانے کا حکم بھی ہے۔

دوسرے حصہ میں کچھ ایسے کام آتے ہیں جن کا تعلق عوامی خدمات یا سہولیات سے براہِ راست نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ منسلک دفتر کی کام کی ذمہ داریاں اس زمرہ میں آتی ہے۔ ہر ملازم پر اس قانون کے تحت یہ شرط ہے کہ اس کے ٹیبل پر آنے والے ہر فائل پر سات دن کے اندر مناسب کاروائی کر کے آگے روانہ کریں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ کچھ معاملات میں موقع اور مناسبت کے تحت ایک دن یا دوسرے دن صبح تک اس کے پاس آیا ہوا فائل آگے روانہ کیا جانا ضروری ہے۔ لہٰذا، اگر ہمارا کام وقت پر نہیں ہوتا ہے تو منسلک ملازمین کے خلاف تادیبی کاروائی کے تعلق سے منسلک محکمہ میں شکایت درج کریں۔ شکایت درج کرنے کے پندرہ روز بعد قانون حقِ معلومات کے ذریعہ آپ کی شکایت پر کی گئی کاروائی کے تعلق سے دستاویز طلب کئے جائیں۔ یقیناً آپ کے اس عریضہ سے پہلے آپ کا شکایتی عریضہ لال فیتہ شاہی کے فائلوں کے انبار میں پڑا دھول کھاتا پڑا ہوگا لیکن جونہی آپ شکایت کے تعلق سے کاروائی کے دستاویز طلب کرینگے تو فوراً سے پیشتر منسلک افسر پہلے آپ کی شکایت کا ازالہ کریں گا اور پھر فیصلہ کی کاپی آپ کو روانہ کر دے گا۔ کہیں کچھ کسر رہ بھی جاتی ہے تو ہم حکومت مہاراشٹر کے ۱۳ر مارچ ۱۹۹۶ کے جی آر کی مدد سے اپنی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے منسلک افسران کو مجبور کر سکتے ہیں۔

اب ۱۳ر مارچ ۱۹۹۶ء کے جی آر کو سمجھ لیتے ہیں۔ اس جی آر کے تحت حکومت کے کسی بھی دفتر میں شکایت درج کئے جانے کے ۱۵ دن کے اندر شکایت کردہ کو جزوی طور سے جواب دینا اور دو مہینے کے اندر مکمل طور سے شکایت کا ازالہ کرنا افسران پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ جو افسران عوام کی شکایت کے ازالہ کے تعلق سے لاپرواہی برتتے ہیں یا فیصلہ دینے میں ٹال مٹول کرتے ہیں تو ایسے ملازم کے خلاف تادیبی کاروائی کا حکم ہے۔ لہٰذا ہر شکایت کے ساتھ آخر میں یہ لکھ دیا جائے کہ ہماری شکایت کے تعلق سے وقت پر فیصلہ کرنے کے لئے ۱۳ مارچ ۱۹۹۶ کے جی آر کو مدنظر رکھا جائے۔ ساتھ میں متذکرہ جی آر کی زیراکس کاپی بھی متصل کی جائے۔ یقیناً آپ کی شکایت پر دو مہینے کے اندر سنوائی ہونا ہی ہے۔ بالفرض اگر دو مہینے کے اندر آپ کی شکایت کے تعلق سے ازالہ نہیں کیا جاتا ہے تو آپ متذکرہ جی آر کا حوالہ دے کر منسلک افسر کے خلاف تادیبی کاروائی کی مانگ کر سکتے ہیں۔ بہتر ہوگا اپنی شکایت کے تعلق سے قانون حق معلومات کا بھی سہارا لیا جائے۔ لیکن یہ قوانین اور جی آر جتنے اہم اور فائدہ مند ہیں اتنا ہی لازمی ہیکہ کسی ماہر کے زیرِ نگرانی اس قانون کے تعلق سے دو تین روز کی ٹریننگ لی جائے۔ الحمدللہ اس ضمن میں آرگنائزیشن کافی دسترس رکھتی ہے۔ ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہی آپ کا اگر مقصد ہو تو انشاءاللہ جہاں جہاں اس تعلق سے ورکشاپ منعقد کئے جائیں گے آرگنائزیشن کا مکمل تعاون رہے گا۔

صدر،

مائناریٹی ویلفیئر آرگنائزیشن دھولیہ۔

dilshad686@yahoo.co.in